زندگی کا مادی تصور پیش کر کے، انسان کو تمام اخلاقی حدود سے نکال کے، روحانی اقدار، مادی مصلحتوں اور اقتصادی ماحول کی پیداوار قرار دے کے انسانیت کے سکون و اطمینان کی آرزو بڑی نادانی ہے۔

ابدی زندگی کا تصور انسان کے ذہن نشین کرنا اور اخلاقیات کے تقاضوں کا اسے پابند بنانا کوئی غیر ممکن کام نہیں ہے۔ انسانی تاریخ کا فیصلہ ہے کہ تمام مذاہب و ادیان اپنے بے شمار اختلافات کے باوجود اخلاقیات کے نقطہ پر متفق ہو کر اس سلسلے میں متحدہ کوشش کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ کسی مرتب لائحہ عمل اور طے کردہ منصوبے کے ماتحت نہیں تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو اخلاقی احساسات اور بلند انسانی اوصاف دکھائی دے رہے ہیں وہ انہی ادیان و مذاہب کی زبردست کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

انسانیت جب فہم و فراست کے مخصوص درجہ پر پہونچ گئی تو اسلام نے اسے اپنا پیغام سنایا۔ قومی اور ذاتی فلاح و بہبود کے پیش نظر اس نے وجودِ خدا، اس کے علم و اقتدار، عقیدۂ آخرت اور اخلاقیات پر بڑا زور دیا۔ جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے پیغمبر اسلامؐ نے اپنی رسالت کا مقصد اخلاقی اصلاح کو بنا دیا۔ انسان کے ارادے کی امتیازی خصوصیت کو محفوظ رکھتے ہوئے معاشی اور اقتصادی مشکلات کے حل کرنے کا یہی ایک اور صرف ایک راستہ تھا۔

اسلام میں معاشرتی اخلاق پر زور

دنیا اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ معاشرتی اخلاق کی تربیت بیسویں صدی کی سوغات ہے، حالانکہ چودہ سو برس پہلے اسلام نے اس سلسلے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے، گھریلو زندگی سے لے کر ملکی اور قومی بلکہ بین الاقوامی زندگی تک ہر چیز کے بارے میں واضح راہنمائی کی ہے۔

- اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہدایت کی کہ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہو کیونکہ تمہاری خلقت ایک باپ اور ایک ماں سے ہوئی ہے۔ تمہیں بھائیوں کی مانند ایک دوسرے کے معاملات کی اصلاح کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔
- تمام صاحبانِ ایمان ایک گھرانے کے افراد کے مانند ہیں، بوڑھے باپ کے مثل، جوان بھائی کے مثل، بچے اولاد کی مثل ہیں۔
- ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے پسند کرے اور جو اپنے واسطے ناپسند کرے وہی دوسروں کے واسطے ناپسند کرے۔
- اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمانوں کے معاملات سے پوری پوری دلچسپی لے، ان کے درد دکھ میں شریک رہے، تمام اہل اسلام محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے لحاظ سے ایک جسم کے اعضاء کے مانند ہونا چاہئے، اگر کسی کو کوئی پریشانی ہو تو سب بے چین رہیں۔
- اسلام نے عام اعلان کر دیا کہ خدا اس شخص کو بہت پسند کرتا ہے جس کی وجہ سے خدا کے بندوں کو زیادہ فائدہ پہونچے۔
- اسلام کے نزدیک خدا پر ایمان اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے بہتر کوئی دوسری صفت نہیں ہے، یونہی وہ شرک اور لوگوں کی ضرر رسانی کو سب سے پست اور ذلیل خصلت قرار دیتا ہے۔
- اسلام اخوت ایمانی کا تقاضہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کریں، جو شخص مسلمانوں کے قومی کاموں سے کوئی سروکار نہ رکھے وہ مسلمان نہیں ہے۔
- اسلام نے صاف لفظوں میں متنبہ کر دیا کہ جو شخص اپنے برادر مومن کو نقصان پہونچانے کی نیت کرے خدا اس کے اعمال خیر کو قبول نہیں کرے گا۔

- اس نے انکشاف کیا کہ غریب، ضرورت مند سوال کرنے والا خدا کا فرستادہ ہے جس نے اس سے ہاتھ روکا اس نے اللہ سے ہاتھ روکا اور جس نے اسے کچھ دیا اس نے خدا کو دیا۔
- اسلام نے بتایا کہ خدا نے مالداروں کے مال میں فقیروں کا حصہ قرار دیا ہے، اگر کوئی بھوکا رہتا ہے تو اس لیے کہ مالداروں نے اس کا حصہ غصب کر رکھا ہے۔
- خدا نے مالداروں کو دولت، غریبوں کی فائدہ رسانی اور حاجت روائی کے لیے دی ہے۔ جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں اللہ ان کے ہاتھوں میں باقی رکھتا ہے اور جب وہ ہاتھ روک لیتے ہیں تو خدا ان سے چھین کر دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔
- مومن کو اپنے برادر مومن کی ہر معاملے میں راہنمائی کرنا چاہیئے۔ وہ کبھی اس کے ساتھ مکاری، غداری اور زیادتی نہیں کر سکتا۔ وعدہ کر کے بدل جانا اس کی شان کے خلاف ہے۔
- ایمان ایک ایسا مضبوط رابطہ ہے جو مومنین کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتا ہے، وہ ایک روح اور دو قالب کے مثل ہو جاتے ہیں۔ ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ایک کا غم دوسرے کا غم بن جاتا ہے۔
- اسلام نے مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کے کچھ حقوق قرار دیے ہیں۔ ان کا لحاظ کرنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے، اگر کوئی مومن بھوکا ہو تو اسے کھانا کھلانا چاہیئے، کپڑے نہ پہنے ہو تو اس کے لیے لباس فراہم کرنا چاہیئے، کسی رنج اور دکھ میں مبتلا ہو تو اسے دور کرنا چاہیئے، قرضدار ہو تو اس کا قرضہ ادا کرنا، مر جائے تو اس کے پسماندگان کی خبر گیری کرنا دوسرے مومنین کا فریضہ ہے!

(اخذ و اقتباس از کتاب "اقتصادنا")

ندوۃ المصنفین کی نئی اور شاندار پیش کش

عثمان ذوالنورینؓ

از مولانا سعید احمد اکبر آبادی

یہ وہی کتاب ہے جس کا ارباب ذوق کو "صدیق اکبر" کے بعد سے شدید انتظار تھا۔ اب زیور کتابت و طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے جس میں عربوں کی تاریخ نویسی کی تاریخ اور اس پر محققانہ نقد و تبصرہ ہے۔ پھر سیدنا حضرت عثمان سوئم خلیفہ راشد کے ذاتی حالات و سوانح، اخلاق و مکارم، فضائل و مکارم اور اوصاف و کمالات، عہد نبوی اور عہد شیخین میں نہایت عظیم الشان دینی خدمات، خود اپنی خلافت کے عہد میں نہایت اہم اور مختلف النوع کارنامے اور پھر جو فتنہ پیدا ہوا اس کے اسباب و وجوہ، فتنہ کے زمانے کے حوادث و واقعات اور شہادت۔ ان سب مباحث پر اس قدر جامع اور محققانہ کلام کیا گیا ہے کہ اصل حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اس موضوع پر ایسی کتاب اردو زبان میں شائع نہیں ہوئی۔

قیمت: غیر مجلد بیالیس روپے -/42

مجلد پچاس روپے -/50

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی

حضرت شاہ اہل اللہ پھلتی قدس سرہٗ

جناب مسعود انور علوی کاکوروی

(۲)

ارشادات و افادات

صاحب "القول الجلی" نے آپ کے افادات و ارشادات بھی بالتفصیل لکھے ہیں، بخوف طوالت یہاں بہ اختصار نمونہ کچھ درج ذیل ہیں:

طریقہ کمال موقوف برایں خصال است تزکیہ و تصفیہ و تخلیہ و تجلیہ۔ اما تزکیہ پس عبارت است از آراستن و پیراستن ظاہر اعمال و افعال خود را بہ پیرایہ شریعت مصطفویہ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ الخ

طریقۂ کمال ان خصلتوں پر موقوف ہے۔ تزکیہ، تصفیہ، تخلیہ، تجلیہ۔ تزکیہ سے مطلب ہے اپنے اعمال و افعال ظاہری کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ پیراستہ کرنا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں اسوۂ حسنہ ہے اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور یوم آخرت کی امید کرتا ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

(پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کے خلاف جو چلے گا وہ ہرگز منزل مقصود نہ پہنچ سکے گا۔)

و تصفیہ اشارت است بہ طبعاً بہ صاف کردن و پاک پاکیزہ ساختن دل از صفات ذمیمہ و متصف گردانیدنش با وصاف کریمہ چناں کہ رباعیتین حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کافی و وافی ست

تصفیہ سے مراد طبیعت کی صفائی اور دل کو صفاتِ ذمیمہ سے پاک صاف کرنا اور تجلیہ سے مطلب ہے اوصاف کریمہ سے اسے متصف کرنا۔ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس اللہ سرہٗ کی یہ دونوں رباعیاں اس سلسلے میں کافی و وافی ہیں۔

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ
دہ چیز بروں کن از درون سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت
بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف ہو جائے تو اپنے سینہ سے دس چیزیں نکال دو لالچ، بے جا امید، غصہ، جھوٹ، غیبت، کنجوسی، حسد، ریا، غرور، کینہ۔

خواہی کہ شوی بہ منزل قرب مقیم
نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و حلم و یقیں
تفویض و توکل و رضا و تسلیم

اور اگر یہ چاہتے ہو کہ مقام قرب میں مقیم ہو جاؤ تو اپنے آپ کو نو چیزوں کی تعلیم دو (یعنی اپنے کو ان کا عادی بناؤ) صبر، شکر، قناعت، بردباری، یقین، خود سپردگی (اپنی مرضی کو حق کا تابع کرنا) توکل، رضامندی اور تسلیم۔

چوں قلب و قالب از لوث رذائل مطہر و مصفا باشد شایانِ لمعانِ انوارِ حقیقت

جب قلب و قالب رذائل کی آلودگی سے پاک و صاف

الحقائق تواند گردید وتخلیه کنایت از خالی ساختن صندوقچ دل است از خس و خاشاک محبت ماسوی الله که هیچ مطلوبے ومحبوبے بجز ذاتِ حضرت بیچون در خاطرش قرار نگیرد وهرچه از ضروریت کارگاه بشریت نگاه تامل کند بسوائے قدر لابدی راغب ومائل نگردد ولله در من قال سه

حرص قانع نیست بیدل ورنه زاسباب معاش
آنچه ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

ہو جاتے ہیں تو وہ حقیقة الحقائق کی تجلیات کے قابل ہو جاتے ہیں اور تخلیہ سے اشارہ ہے دل کا ماسوی اللہ کی محبت کے خس وخاشاک سے خالی کر دینا اور جھاڑ کر صاف کر دینا تاکہ کوئی مطلوب محبوب بجز ذات حضرت بے چون اس کے دل میں جاگزیں نہ ہو اور کارگاہ بشریت میں جن ضروریات پر نگاہ پڑے سوا ایسی چیزوں کے جو لابدی ہوں (بقدر کفاف) دوسری چیزوں کی طرف مائل وراغب نہ ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

بیدل حرص قانع نہیں ہے ورنہ اسباب
معاش جس قدر ہم کو حاصل ہیں بہتوں کو
حاصل نہیں ہیں۔

وتجلیه درایت ذات حضرت حق سبحانه وتعالیٰ است بصفت تعظیم ومحبت هرچه تمام تر مقدور گردد وحصول این دولت یا بمصاحبت صاحب قلبے دست دهد که از اشعهٔ آفتاب خاطرش این ذره وار هم تابان ودرخشان گردد یا بمداومت ذکر مع لزوم الفکر که طریقه اسم ذات ونفی واثبات حاصل شود وموہبت

تجلیہ سے مراد حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کی درایت تعظیم ومحبت کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو، ہے۔ اس دولت کا حصول یا تو اہل دل کی صحبت سے ہوتا ہے جو اس کے آفتاب دل کی شعاعوں سے ذرہ وار تابان ودرخشاں ہو جاتا ہے یا مداومت ذکر مع لزوم الفکر سے (ہمیشہ

الہی دربارہ ہر ناقابلے کہ توجہ فرماید بلا سبق استعداد گشتہ قوی دا انجذابے محکم بدلش بیند کہ خواہ مخواہ بطوع خاطر یا بالاکراہ سر از گریبانِ حضور نہ تواند برداشت[16]

ذکر و فکر کرنے سے) جو اسم ذات یا نفی و اثبات کا طریقہ ہے حاصل ہوتا ہے عطائے الٰہی جس نا اہل پر بھی توجہ فرماتے اس کے دل میں ایسی قوی کشش اور محکم انجذاب ڈال دیتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ بہ طوعِ خاطر یا بالاکراہ اپنا سر گریبانِ حضوری سے اٹھا ہی نہیں سکتا۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنی کتاب "چہار باب" کے آخری باب میں جو نصائح و ارشادات درج فرمائے ہیں ان میں سے بھی چند ہدیۂ قارئین ہیں:

زندگانی چند روزست بدانند کہ آخر گزشتنی است، از بہر دنیا با کسے عداوت و دشمنی نگیرند و کسے را عیب نہ کنند و بد نہ گویند خصوصاً عیب یک فرقۂ خاص را علانیہ ذکر نہ کنند و تا توانند بر کسے حسد نبرند و دروغ بے فائدہ بر زبان نیاورند سخن بد کسے بہ کسے نرسانند و خود را از بخل و جبن تا توانند پاک گردانند و بر آنچہ رضائے اللہ تعالیٰ ست راضی باشند و خود را بزرگ ترین و کلاں نشمارند و فخر و

جان لیں کہ یہ دنیاوی زندگی چند روزہ ہے جو آخر کار ختم ہو جائے گی۔ اس لئے دنیا کے لئے کسی سے دشمنی نہ رکھیں، کسی سے کسی دوسرے کا عیب نہ کہیں (غیبت نہ کریں) اور اُسے بُرا نہ کہیں خاص طور پر کسی خاص فرقے کا عیب بھری محفل میں نہ کہیں، جہاں تک ممکن ہو کسی سے حسد نہ کریں اور بلا وجہ و بے فائدہ جھوٹ نہ بولیں۔ کسی کی بُری بات کسی سے نہ کہیں جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو کنجوسی اور

۱۶۔ القول الجلی: ۲۳-۲۴-۴۲۲

نفس را در دل با مند جهد و تا توانند در
اصلاح عالم بکوشند و درمیان هیچ کس
تفتین و فساد نشانند در اکل حلال و
صدق مقال و استقامت احوال سعی کلی
نمایند که سر جمیع طاعات و رئیس جمله عبادات
ست و از کلمهٔ خیر در حق خویش و بیگانه باز
نایستند و در امر معروف و نهی عن المنکر سعی بلیغ
گمارند و اگر نتوانند بدل ناخوش دارند
و خود مرتکب آن نشوند ....
در شادی و غم و غصه چنان فعلی نه کنند
که بار دیگر ندامت آن کشند و در وقت
غضب عنان خود بگیرند چنان حرف
سخت نه گویند که اگر باهم موافقت شود
خجلت ازاں کشند .... در غنائے
و عز و فقر مفرط تا توانند از اخلاق قدیم
خود نگردند و بر دولت خود چنداں
ننازند و از غربت و فقر خویش چنداں
ننالند که گردوں گردان ست و
جہاں

بزدلی سے محفوظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی
رضا و خوشی پر راضی رہیں۔ اپنے کو بڑا
نہ سمجھیں۔ دل میں بے جا فخر و گھمنڈ پیدا
ہونے دیں۔ جہاں تک ہوسکے دنیا کی
اصلاح کی کوشش کریں۔ کسی شخص کے
درمیان لڑائی جھگڑا اور فساد نہ پیدا
کریں۔ حلال روزی کمانے، سچ بولنے
اور راست روی کی پوری کوشش کریں
اس لئے کہ یہی تمام اطاعات کی روح اور
جملہ عبادات کی اصل ہے۔ اپنا اور پرائے
کو اچھی بات کے واسطے نصیحت کرنے
میں دریغ نہ کریں۔ اچھی باتوں کی ترغیب
اور بری باتوں پر ٹوکنے کی پوری کوشش
کریں اور اگر ایسا نہ کرسکیں تو ان برائیوں
کو اپنے دل میں برا سمجھیں اور خود اس کے
مرتکب نہ ہوں .... خوشی، رنج
اور غصہ کی حالت میں کوئی ایسا کام نہ
کریں کہ دوسرے وقت اس کی شرمندگی
اٹھانا پڑے۔ غصہ کے وقت اپنے آپ پر
پورا قابو رکھیں۔ اور اپنے مقابل سے
کوئی بھی ایسی سخت سست بات نہ کہیں

رنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد[کے]

کہ اگر دوبارہ موافقت ملتا ہو جائے تو اس پہلی سخت بات کہہ دینے پر اب شرمندگی و ندامت ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مطلب کی لیے یہی اور فقر و فاقہ کی حالت میں جہاں تک ہو سکے اپنے سابقہ طور طریقے اور عادات میں فرق نہ آنے دیں اور نہ اپنی دولت پر ناز کریں اور اترائیں اپنی غربت و پریشان حالی سے پریشان نہ ہوں اس لئے کہ آسمان ہمیشہ گردش میں رہتا ہے اور زمانے میں انقلاب آتے ہی رہتے ہیں۔ (رنج و آرام دنیوی سے پریشان اور خوش نہ ہو اس لئے کہ دنیا کا قانون ہی یہ ہے کہ کبھی یہ کبھی وہ)

تالیفات:

شاہ صاحب نے کئی کتابیں تالیف فرمائیں۔ شاعری سے بھی ذوق تھا۔ فارسی نثر نگاری کی مثال درج ہو چکی ہے۔ صاحب القول الجلی آپ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

در انشاء و شعر بدیع البیان اند نظم نہایت دل پذیر و نثر پر از لطائف و ظرائف بہ غایت متین و بے نظیر می نویسند و قصیدہ فارسیہ نظم فرمودند مشتمل بر بیان بسیارے از معجزات	شاعری و انشا پردازی میں نادر البیان ہیں۔ نظم انتہائی دلپذیر اور نثر لطائف و ظرائف سے پر بہ غایت متین و بے نظیر ہیں۔ ایک قصیدہ فارسی زبان میں معجزات کے بیان پر

کے "چہار باب" مخطوطہ۔ کتب خانہ انوریہ کاکوری۔